قائد تحریک

و

سپریم ہیڈ جموں کشمیر لبریشن فرنٹ

جناب امان اللہ خان

کی زیر قیادت اعلیٰ وفد کے دورہ گلگت بلتستان پر تفصیلی رپورٹ

(20 جنوری تا 5 مارچ 2016)

کے دورہ گلگت بلتستان کی رپورٹ

شعبہ تعلقات عامہ

جموں کشمیر لبریشن فرنٹ (JKLF) آزاد کشمیر گلگت بلتستان زون

مرتب کردہ: ماجد خان سابق سیکریٹری اطلاعات جموں کشمیر لبریشن فرنٹ سندھ ڈویژن

قائد تحریک آزادی کشمیر سپریم ہیڈ جموں کشمیر لبریشن فرنٹ

امان اللہ خان

ریاست جموں کشمیر کی واحد شخصیت جس نے مقبوضہ کشمیر، آزاد کشمیر، گلگت بلتستان، برطانیہ، پاکستان اور بلجیم میں اپنے مادر وطن کی آزادی کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں

سپریم ہیڈ جموں کشمیر لبریشن فرنٹ، قائد تحریک جناب امان اللہ خان اور ان کے ساتھیوں کا دورہ گلگت

مقاصد اور تفصیلات

جب سے چین اور پاکستان نے اکنامک کوریڈور منصوبہ کا آغاز کیا اس وقت سے ہی گلگت بلتستان کے مستقبل کے حوالے سے سرگرمیوں نے زور پکڑنا شروع کر دیا۔ ماضی میں بھی اس علاقے کے عوام کے حقوق کے نام پر مختلف سیاسی کونسلوں کے ادوار، گورنر وغیرہ منظور کرائے جاتے رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گلگت بلتستان کے عوام عرصہ دراز سے اپنے بنیادی حقوق سے محروم چلے آرہے ہیں لیکن یہاں کے عوام کو حقوق دینے کی بات کو ہمیشہ ان کے مستقبل اور سیاسی حیثیت کو تبدیل کرنے کی سازشوں سے جوڑا گیا۔ اس بار پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ سنجیدہ کوششیں شروع کر دی گئیں اور گلگت بلتستان کو پاکستان کا صوبہ بنائے جانے کا پروپیگنڈہ پوری قوت سے کیا گیا۔ اس کی ضرورت شاید اس لیے پیش آئی کہ چین نے سی پیک منصوبے کے آغاز سے قبل ان علاقوں کی سیاسی حیثیت کے تعین کرنے کا مشورہ دیا۔ چونکہ یہ علاقے متنازعہ ریاست جموں کشمیر کا حصہ ہیں اس لیے جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کے سپریم ہیڈ اور قائد تحریک جناب امان اللہ خان صاحب نے معاملے کی نزاکت اور ان علاقوں کو پاکستان کے مقتدر حلقوں کی جانب سے صوبہ بنائے جانے کے حوالے سے ہونے والی سنجیدہ کوششوں و اقدامات کا جائزہ لیا اور ان سازشوں کو ناکام بنانے اور گلگت جانے کا ارادہ کر لیا۔ اپنی پیرانہ سالی اور شدید بیماری کی حالت میں امان صاحب نے گلگت کی طرف جانے والی سردی میں صاحب فراش ہونے کے باوجود وطن کی تقسیم کی کوششوں کو ناکام بنانے کیلئے سفر اختیار کیا اور آزاد کشمیر گلگت بلتستان زون کے صدر ڈاکٹر توقیر گیلانی اور ایس ایل ایف کے سابق چیئرمین اور آزاد کشمیر گلگت بلتستان زون کے آرگنائزر توصیف ... کے ہمراہ گلگت جا پہنچے۔ اپنے اس دورے میں امان صاحب اور ان کے ساتھیوں نے گلگت بلتستان کی مقامی حقوق کی تنظیموں اور گروپوں سمیت مختلف سیاسی، سماجی اور مذہبی جماعتوں سمیت مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات اور طلباء وغیرہ سے ملاقاتیں کیں۔ ان ملاقاتوں میں امان اللہ خان صاحب اور لبریشن فرنٹ کے قائدین نے گلگت بلتستان کو پاکستان کا صوبہ بنائے جانے کے منصوبے کے نقصانات سے تمام [illegible] کو آگاہ کیا۔ امان صاحب کی ان تھک کوششوں کی وجہ سے گلگت میں پانچ سیاسی جماعتوں نے یک زبان ہو کر ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا۔

ان میں جماعت اسلامی گلگت بلتستان، جمعیت علماء اسلام گلگت بلتستان، بلاورستان نیشنل فرنٹ (این) قراقرم نیشنل موومنٹ اور جموں کشمیر لبریشن فرنٹ گلگت بلتستان شامل ہیں۔

مشترکہ اعلامیہ

آج مورخہ 8 فروری 2016ء کو دفتر جموں کشمیر لبریشن فرنٹ A-213 اور بلاک گلگت میں جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کے زیر اہتمام ایک مشترکہ میٹنگ کا انعقاد کیا گیا۔

اس میٹنگ میں مندرجہ ذیل جماعتوں کے ان نمائندوں نے شرکت کی۔

1۔ امان اللہ خان، سپریم ہیڈ جموں کشمیر لبریشن فرنٹ (JKLF)
2۔ نواز خان ناجی، سپریم لیڈر بلاورستان نیشنل فرنٹ (BNF)
3۔ مولانا سرور شاہ، امیر جمعیت علماء اسلام گلگت بلتستان (JUI-F)
4۔ نظام الدین، جنرل سیکرٹری، جماعت اسلامی گلگت بلتستان (JI)
5۔ محمد جاوید، چیئرمین قراقرم نیشنل موومنٹ (KNM)
6۔ سیف الدین بٹ، صدر جموں کشمیر لبریشن فرنٹ گلگت بلتستان (JKLF)

اس اہم میٹنگ میں تفصیلی تبادلہ خیال اور بحث و تمحیص کے بعد مندرجہ ذیل مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا

1۔ یہ کہ گلگت بلتستان متنازعہ ریاست جموں کشمیر کا حصہ ہونے کی وجہ سے متنازعہ کشمیر کا فریق ہے اور مسئلہ کشمیر کے حتمی حل میں یہاں کے عوام بھی متنازعہ ریاست کے دیگر حصوں کے عوام کے ساتھ مل کر استصواب رائے کے ذریعے اپنے مستقبل کا فیصلہ کریں گے۔

2۔ ہمارا مشترکہ مطالبہ ہے کہ چائنہ پاک اکنامک کوریڈور (CPEC) میں گلگت بلتستان کو بنیادی فریق تسلیم کرتے ہوئے گلگت بلتستان کے عوام کو تمام جائز حقوق دیے جائیں اور گلگت بلتستان کو اکنامک کوریڈور کا گیٹ وے (Gateway) تسلیم کیا جائے نہ کہ اس علاقے کو گیٹ آؤٹ وے (Getout way) سمجھا جائے۔

3۔ ہمارا مشترکہ مطالبہ ہے کہ مسئلہ کشمیر کو اجاگر کیے بغیر گلگت بلتستان کے عوام کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق

حق حکمرانی دیا جائے اور آزاد کشمیر و گلگت بلتستان میں با اختیار حکومتوں کے قیام کے ساتھ دونوں خطوں کی ایک مشترکہ کونسل بنائی جائے جس میں دونوں خطوں کو برابری کی بنیاد پر نمائندگی دی جائے۔

4۔ گلگت بلتستان چونکہ سیاسی طور پر زیادہ احساس محرومی کا شکار ہے اس لیے یہاں سیاسی اصلاحات کی شدید ضرورت ہے۔ لہذا اس بات کا خیال رکھا جائے کہ گلگت بلتستان کی متنازعہ حیثیت تبدیل نہ کی جائے اور سیاسی اصلاحات کی جائیں۔ ہم گلگت بلتستان میں سیاسی اصلاحات کی صورت میں کشمیر کی قیادت سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ بے جا شور نہ مچائیں۔

5۔ گلگت بلتستان میں فرقہ وارانہ سوچ نے معاشرے کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ لہذا ہمارا مطالبہ ہے کہ تمام سرکاری اداروں بشمول تعلیمی اداروں میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی فضا قائم کی جائے۔

6۔ آزاد جموں کشمیر اور گلگت بلتستان کے درمیان تمام تاریخی راستوں کو بحال کرنے کے اقدامات کیے جائیں۔

7۔ عالمی برادری اور بھارت و پاکستان کی حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ متنازعہ ریاست جموں کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کیلئے ریاست میں استصواب رائے کا اہتمام کیا جائے۔

اپنے دس روزہ دورے کے دوران حکمران جماعت مسلم لیگ ن، پیپلز پارٹی، تحریک انصاف، جماعت اسلامی، بالاورستان نیشنل فرنٹ، بی این ایف، جمعیت علماء اسلام، متحدہ قومی موومنٹ، جماعت اہلسنت، عوامی تحریک، عوامی ایکشن کمیٹی، قراقرم نیشنل موومنٹ اور عوامی ورکرز پارٹی کی اعلیٰ قیادت سمیت متعدد سیاسی و سماجی لیڈروں سے الگ الگ ملاقاتوں میں امان اللہ خان اور لبریشن فرنٹ کے قائدین نے واضح کیا کہ گلگت بلتستان کو صوبہ بنانے کا مطالبہ ریاست کے باقی ماندہ علاقوں میں رہنے والے لوگوں اور ریاست کی آزادی کی تحریک کے ساتھ صریحاً زیادتی بلکہ غداری کے مترادف

ہوگا کہ پاکستان کے کشمیر پر اپنے موقف سے پیچھے ہٹنے کا باضابطہ اعلان ہوگا۔ ان ملاقاتوں میں امان اللہ خان صاحب نے مسئلہ کشمیر اور ریاست جموں کشمیر کے تاریخی پس منظر کے حوالے سے یہ واضح کیا کہ گلگت بلتستان ریاست جموں کشمیر کا حصہ ہے اور گلگت بلتستان کو صوبہ بنانے سے مسئلہ کشمیر پر گہرے منفی اثرات مرتب ہونگے۔ قائد تحریک اور ان کے ساتھیوں نے گلگت بلتستان کے عوام کے بنیادی حقوق کی بحالی کے لئے جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کی کوششوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔ انھوں نے یہ بھی واضح کیا کہ لبریشن فرنٹ پاک چائینا کاریڈور کے خلاف نہیں بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ گلگت بلتستان کی حیثیت کو ایک فریق کے طور اس راہداری منصوبے کو مکمل کیا جائے اور اس منصوبے میں ہر صورت گلگت بلتستان کے عوام کے مفادات کا مکمل خیال رکھا جائے اور انہیں اس منصوبے کا فریق تسلیم کرتے ہوئے ان کے حقوق فوراً دیے جائیں۔ اسی دوران لبریشن فرنٹ کے زونل صدر ڈاکٹر توقیر گیلانی نے زونل آرگنائزر آصف جرال ایڈوکیٹ اور دیگر مقامی راہنماؤں کے ہمراہ ہنزہ اور نگر کے اضلاع کے بھی دورے کیے اور دونوں اضلاع میں متعدد سیاسی و سماجی راہنماؤں اور مقامی قائدین سے ملاقاتیں کیں۔ انھوں نے گاہکوچ جیل میں قید قوم پرست راہنما بابا جان اور افتخار علی سے بھی جیل میں ملاقات کی۔ لبریشن فرنٹ کے مرکزی قائدین کے اس دورے سے گلگت بلتستان کے لوگوں میں مسئلہ کشمیر اور ریاست جموں کشمیر کے تاریخی پس منظر کے حوالے سے موجود غلط فہمیوں کو دور کرنے میں بڑی مدد ملی اور گلگت بلتستان کے لوگوں کے رویوں میں مثبت تبدیلی پیدا ہوئی۔ گلگت بلتستان کے عوام میں کشمیر اور تحریک آزادی سے متعلق دلچسپی بھی پیدا ہوئی اور انھوں نے اس حوالے سے اپنا کردار ادا کرنے کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔

اسی دوران گلگت میں جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کی تنظیم نو کی گئی اور گلگت بلتستان کیلئے لبریشن فرنٹ کے مرکزی دفتر کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ جس کا افتتاح قائد تحریک امان اللہ خان صاحب نے خود کیا۔ امان صاحب نے وہاں شہید کشمیر مقبول بٹ کی برسی کی تقریب سے بھی خطاب کیا۔ اس کے علاوہ تنظیمی لٹریچر بھی تقسیم کیا اور اپنی سوانح حیات جہد مسلسل

جلد سوم کی کاپیاں بھی تقسیم کیں۔ بلورستان نیشنل فرنٹ کے دیگر مرکزی قائدین تین ہفتے کا دورہ مکمل کرکے واپس آئے جبکہ قائد تحریک امان اللہ خان صاحب مزید تین ہفتے وہاں موجود رہے۔ تقریباً ایک ماہ کی مسلسل محنت اور شدید سرد موسم کی وجہ سے قائد تحریک کی طبیعت ناساز ہوگئی، پھیپھڑوں کی انفکشن کے باعث سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی کیونکہ گلگت سطح سمندر سے کافی بلند ہے اور پھر ضعیف العمری کا تقاضا بھی تھا جس کی وجہ سے انہیں اپنا دورہ مختصر کرکے راولپنڈی واپس آنا پڑا۔

قائد تحریک کے اس بروقت اقدام کو مقبوضہ کشمیر سے جموں کشمیر لبریشن فرنٹ جناب یاسین ملک نے بھرپور انداز میں ساتھ دیا۔ جموں کشمیر لبریشن فرنٹ نے اس موقع پر اپنا تاریخی اور کلیدی کردار ادا کیا۔ جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کے ساتھ آل پارٹیز حریت کانفرنس کے چیئرمین سید علی گیلانی کے علاوہ جملہ قیادت کی جانب سے بھی گلگت بلتستان کو صوبہ قرار دیے جانے والے منصوبے کے خلاف اٹھنے والی آوازوں کے نتیجے میں بالآخر حکومت پاکستان نے اپنا ارادہ ترک کرنے کا اعلان کیا اور کہا کہ حکومت پاکستان گلگت بلتستان کی موجودہ سیاسی حیثیت کو تبدیل نہیں کرے گی۔ یہ اعلان تمام آزادی پسندوں کے لئے خوشی کا لمحہ تھا جس کا تمام تر سہرا قائد تحریک جناب امان اللہ خان کو جاتا ہے۔

معاہدہ کراچی 1949 مابین آزاد کشمیر اور پاکستان

حکومت آزاد کشمیر اور حکومت پاکستان کے درمیان باہمی تعلقات کے سلسلے میں اولین باقاعدہ تحریری معاہدہ 1949 میں جنگ بندی قرار پانے کے بعد ہوا تھا۔ اس معاہدے پر حکومت پاکستان کی طرف سے نواب مشتاق احمد گورمانی، جو اس وقت پاکستان کی مرکزی کابینہ میں وزیر بے محکمہ تھے اور امور کشمیر کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ آل جموں کشمیر مسلم کانفرنس کی طرف سے اس معاہدے پر چوہدری غلام عباس (مرحوم) نے صدر مسلم کانفرنس کی حیثیت سے اور حکومت آزاد جموں کشمیر کی طرف سے سردار محمد ابراہیم خان نے صدر حکومت کی حیثیت سے دستخط کئے۔

حکومت پاکستان کا دائرہ کار:

۱۔ دفاع
۲۔ آزاد کشمیر کی خارجہ پالیسی
۳۔ بیرون پاکستان اور پاکستان میں پبلسٹی
۴۔ مہاجرین کی امداد اور آبادکاری کی ترتیب
۵۔ رائے شماری کے سلسلے میں پبلسٹی کی ترتیب
۶۔ کشمیر کے سلسلے میں پاکستان میں سرگرمیاں
۷۔ خوراک حاصل کرنا، سول سپلائز، مہاجر کیمپوں کو چلانا اور طبی امداد
۸۔ گلگت اور لداخ کے تمام معاملات جو پولیٹیکل ایجنٹ کے کنٹرول میں ہیں

حکومت آزاد کشمیر کا دائرہ کار

۱۔ آزاد کشمیر کے علاقے کے نظم و نسق کی پالیسی
۲۔ آزاد کشمیر کے علاقے کے نظم و نسق کی دیکھ بھال
۳۔ آزاد کشمیر حکومت اور انتظامیہ کے سلسلے میں پبلسٹی
۴۔ وزیر بے محکمہ کو اقوام متحدہ کے کمیشن برائے ہند و پاک کے سلسلے میں مشورہ دینا
۵۔ آزاد کشمیر کے علاقے کے اقتصادی ذرائع کی ترقی

مسلم کانفرنس کا دائرہ کار

(۱) آزاد کشمیر کے علاقے میں پبلسٹی
(۲) مقبوضہ کشمیر کے بارے میں فیلڈ پبلسٹی
(۳) آزاد کشمیر کے علاقے میں سیاسی سرگرمیاں
(۴) رائے شماری میں ابتدائی انتظامات
(۵) رائے شماری کے لئے تنظیم
(۶) پاکستان میں کشمیری مہاجرین میں سیاسی کام اور پبلسٹی

دستخط:

۱۔ ایم اے گورمانی
وزیر بے محکمہ حکومت پاکستان

۲۔ غلام عباس
صدر آل جموں کشمیر مسلم کانفرنس

۳۔ سردار محمد ابراہیم خان
صدر حکومت آزاد جموں کشمیر

سپریم ہیڈ جموں کشمیر پیپلز نیشنل پارٹی جناب ... خان
کے کتابچہ گلگت بلتستان کا مستقبل سے ماخوذ

مندرجہ ذیل حقائق اس حقیقت کی پوری وضاحت کرتے ہیں کہ گلگت بلتستان کے علاقے ریاست جموں کشمیر کا حصہ ہیں پاکستان کے نہیں

1۔ سروے آف پاکستان کی طرف سے شائع ہونے والے سرکاری نقشوں اور ریاست کے دونوں حصوں کی حکومتوں کی طرف سے شائع کیے جانے والے ریاست جموں کشمیر کے نقشوں میں گلگت بلتستان کو ریاست جموں کا حصہ دکھایا جاتا ہے۔

2۔ اقوام متحدہ کے ذیلی اداروں کی طرف سے شائع ہونے والے برصغیر کے نقشوں میں گلگت بلتستان کو ریاست جموں کشمیر کا حصہ دکھایا جاتا ہے۔ یہ بات بھی یہاں قابل ذکر ہے کہ اقوام متحدہ اور عالمی بنک کے نقشوں میں گلگت بلتستان سمیت ریاست جموں کشمیر بھارت اور پاکستان دونوں سے الگ تھلگ دکھایا جاتا ہے اور ان فٹ نوٹس میں واضح کیا جاتا ہے کہ ریاست جموں کشمیر بھارت یا پاکستان کا حصہ نہیں ہے۔ ان نقشوں میں یہ وضاحت بھی کی جاتی ہے کہ نقشے کے فٹ نوٹس میں درج بھارت اور پاکستان کے رقبوں اور آبادیوں کے بارے میں دیئے گئے اعداد و شمار میں ریاست جموں کشمیر کی آبادی اور رقبہ شامل نہیں۔

3۔ پاکستان کی سپریم کورٹ اور لاہور ہائی کورٹ نے بھی واضح اس بات کی وضاحت کی ہے کہ گلگت بلتستان کے علاقے ریاست جموں کشمیر کے آئینی حصے ہیں پاکستان کے نہیں اور ان کی آئینی حیثیت آزاد کشمیر سے کسی طرح مختلف نہیں۔

4۔ پاکستان کے موجودہ آئین سمیت جتنے بھی آئین پاکستان میں نافذ ہوئے ان میں سے کسی ایک میں بھی گلگت بلتستان کو پاکستان کا حصہ تسلیم نہیں کیا گیا۔

5۔ اگرچہ 1935 میں گلگت کے کچھ علاقے انگریزوں نے ریاستی حکومت سے ساٹھ سال کے لیے پٹے پر لیے تھے لیکن یہ علاقے انہوں نے یکم اگست 1947 کو قیام پاکستان سے دو ہفتے پہلے ہی ریاست جموں کشمیر کو واپس کر دیے تھے۔ ریاستی حکومت نے گلگت بلتستان اور لداخ کو ملا کر انہیں ریاست کا تیسرا صوبہ (جموں اور وادی کشمیر کے علاوہ) بنا دیا تھا

اور بریگیڈیئر گھنسارا سنگھ کو اس تیسرے صوبے کا گورنر مقرر کیا تھا جس نے 2 اگست 1947 کو اپنے عہدے کا چارج لیا تھا اس پر گلگت کے علاوہ دوسری جگہوں میں بھی حملہ کیا گیا تھا اور جیل خانہ کیا گیا تھا۔

۷۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ 1935 سے 1947 کے درمیانی عرصہ میں بھی گلگت کا علاقہ استور اور بلتستان کا سارا علاقہ ریاستی حکومت کے زیر انتظام تھے۔ یہ علاقے انگریزوں کے زیر انتظام بھی نہیں رہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ گلگت کے علاقے 12 سال انگریزوں کے زیر انتظام رہے اس دوران بھی گلگت میں انگریزوں کے جھنڈے کے ساتھ ساتھ ریاستی جھنڈا بھی لہراتا تھا اور سرکاری دفاتر میں بھی ریاستی عملہ تھا صرف اعلیٰ افسر انگریز تھے

و

۔ چلاس داریل گلگت کے راجے اور پولیٹیکل ایجنٹ کے گورنر بھی ریاستی حکومت کے ماتحت تھے۔

۸۔ 1934 میں ریاست جموں کشمیر کی اسمبلی کے قیام سے 1947 تک اس اسمبلی میں گلگت بلتستان کے علاقوں کو نمائندگی حاصل تھی۔ اب بھی مقبوضہ کشمیر کی اسمبلی میں آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے 25 نشستیں خالی ہوتی ہیں۔

۹۔ پاکستان اور بھارت دونوں نے اقوام متحدہ کے کمیشن برائے بھارت و پاکستان (UNCIP) کی 13 اگست 1948 اور 5 جنوری 1949 کی قراردادوں کو تسلیم کیا اور ان پر دستخط کئے ہیں۔ پاکستان ان قراردادوں کے تحت (جن پر پاکستان نے بھی دستخط کئے ہیں) اور ان کے تحت مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کا مطالبہ کرتا رہتا ہے۔ ریاست کے دوسرے حصوں کی طرح گلگت بلتستان میں بھی ریاست کے مستقبل کے تعین کے لئے رائے شماری ہونی تھی۔ اگر یہ علاقے پاکستان کا حصہ ہوتے تو پاکستان یہ بات کیسے تسلیم کرتا کہ اس علاقے میں ریاست جموں کشمیر کے مستقبل کے بارے میں رائے شماری ہو۔

۱۰۔ ریاست جموں کشمیر میں بھارت کے زیر تسلط علاقے اور ریاست کے بھارت سے آزاد شدہ علاقوں کے درمیان لائن کو کنٹرول لائن (لائن آف کنٹرول) کہا جاتا ہے۔ جب کہ بھارت کو پاکستان سے جدا کرنے والی لائن کو انٹرنیشنل بارڈر کہا جاتا ہے

اگر گلگت بلتستان پاکستان کا حصہ ہوتے تو گلگت بلتستان کو جموں کشمیر سے جدا کرنے والی لائن کو پاک بھارت سرحد کہا جاتا لیکن اس لائن کو سیز فائر لائن (اب لائن آف کنٹرول) کہا جاتا ہے۔ صرف اس لئے کہ گلگت بلتستان پاکستان کا حصہ نہیں، ریاست جموں کشمیر کا حصہ ہیں۔ علاوہ ازیں اگر گلگت بلتستان پاکستان کا حصہ ہوتے تو گلگت بلتستان کے متعلق بھارت نے 1971 کی جنگ کے دوران جن فوجی چوکیوں پر قبضہ کیا تھا وہ شملہ معاہدہ کے تحت پاکستان کے دوسرے مقبوضہ علاقوں کی طرح پاکستان کو واپس کی جاتیں لیکن ایسا نہیں ہوا اس لئے کہ شملہ معاہدہ کے تحت اس کے دوران ریاست جموں کشمیر میں جس نے جہاں قبضہ کیا تھا اس پر قابض رہنا تھا۔ جب کہ بھارت اور پاکستان نے ایک دوسرے کے مقبوضہ علاقے واپس کرنے تھے۔

۱۱۔ 1949 میں پاکستان کے مرکزی وزیر بے محکمہ نواب مشتاق احمد گورمانی مرحوم، آل جموں کشمیر مسلم کانفرنس کے صدر چوہدری غلام عباس مرحوم اور آزاد کشمیر کے صدر سردار محمد ابراہیم خان کے مابین آزاد کشمیر، گلگت بلتستان پر عملداری سے متعلق معاملات کے بارے میں ہونے والے 15 شقوں پر مشتمل معاہدے کی شق 8 کے تحت گلگت بلتستان کے انتظامی اختیارات عارضی طور پر حکومت پاکستان کے پولیٹکل ایجنٹ کو دیے گئے۔ اگر گلگت بلتستان پاکستان کا آئینی حصہ ہوتے تو اس معاملے میں آزاد کشمیر کی حکومت اور مسلم کانفرنس (جو اس وقت آزاد کشمیر کی حکمران جماعت تھی) کے صدور کے دستخط لینے یا انہیں فریق بنانے کا کوئی جواز نہیں۔

۱۲۔ جہاں تک گلگت بلتستان کے کچھ لوگوں کے اس استدلال کا تعلق ہے کہ ان علاقوں کے لوگوں نے 1947 میں ہی پاکستان سے الحاق کیا ہے۔ اس کا نہ تو پاکستان کے کسی آئین میں ذکر ہے اور نہ اس بارے میں کسی دستاویز کا کوئی وجود ہے۔ نہ یہ معلوم ہے کہ یہ الحاق کس تاریخ کو ہوا اور کس نے کیا تھا اور کسی نے الحاق کیا بھی تھا تو ایسا کرنے کا کون سا آئینی حق حاصل تھا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اب تک پاکستان کی کسی اہم شخصیت نے اس طرح کے الحاق کا کوئی ذکر کیا۔

۔ بھی حکومت پاکستان کی طرف سے آج تک سرکاری طور پر اس سلسلے میں کوئی اعلان ہوا ہے۔ اگر کچھ لوگوں کے اس بے بنیاد موقف کو تسلیم کیا جائے تو بھارتی مقبوضہ کشمیر جہاں ریاست کی دو تہائی آبادی رہتی ہے کو بھارت کا آئینی حصہ تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ مہاراجہ کشمیر نے بھارت سے الحاق کیا تھا جس کی توثیق بعد میں مقبوضہ کشمیر کی اسمبلی نے بھی کی ۔ ان تمام حقائق کے پیش نظر گلگت بلتستان کو پاکستان کا آئینی حصہ قرار دینا ان علاقوں کو پاکستان کا صوبہ بنانے کا مطالبہ یا پاکستان کی پارلیمنٹ میں نمائندگی طلب کرنا نہ صرف غیر آئینی ہے بلکہ بھارتی مقبوضہ کشمیر کے پچاسی لاکھ باشندوں جن میں سے پچپن لاکھ مسلمان ہیں، سے غداری کے مترادف ہے۔

۱۳۔ 1949 میں نواب مشتاق گورمانی، چوہدری غلام عباس اور سردار ابراہیم خان کے مابین ہونے والے جس معاہدے کے تحت گلگت بلتستان کے انتظامی امور عارضی طور پر حکومت پاکستان کو تفویض کئے گئے تھے اسی معاہدے کی شق A-I, A-II کے تحت آزاد کشمیر کے دفاع، امور خارجہ اور اقوام متحدہ کی سیکورٹی سے متعلق جملہ معاملات حکومت پاکستان کے ہاتھ میں رہنے کے باوجود آزاد کشمیر پاکستان کا آئینی حصہ نہیں تو صرف انتظامی امور پاکستان کے پاس ہونے سے گلگت بلتستان کا علاقہ پاکستان کا حصہ کیسے بن سکتا ہے۔

۱۴۔ 1963 میں پاکستان اور چین کے مابین گلگت بلتستان اور چین کی سرحدی حد بندی کے بارے میں جو معاہدہ ہوا اس میں بھی گلگت بلتستان کو ریاست جموں کشمیر کا حصہ تسلیم کیا گیا ہے۔

۱۵۔ 1993 میں آزاد کشمیر کے ہائی کورٹ نے ملک مسکین اور امیر حیات آف شیخ روشنی کی طرف سے دائر کی جانے والی رٹ (جس میں جموں کشمیر لبریشن فرنٹ سمیت تقریباً تمام کشمیری سیاسی تنظیمیں بھی ملک مسکین وغیرہ کے ساتھ فریق تھیں) کا فیصلہ دیتے ہوئے پوری طرح واضح کیا کہ گلگت بلتستان کے علاقے تاریخی اور آئینی حیثیت سے ریاست جموں کشمیر کا حصہ ہیں۔ ہائی کورٹ نے آزاد کشمیر حکومت سے کہا کہ وہ ان علاقوں کا انتظامی کنٹرول سنبھالے

اس فیصلے کے خلاف آزاد کشمیر کی سپریم کورٹ میں اپیل کی گئی۔ سپریم کورٹ نے گلگت بلتستان کی آئینی حیثیت (یعنی یہ علاقے ریاست جموں کشمیر کا حصہ ہیں) کے بارے میں ہائی کورٹ کے فیصلے سے اتفاق کے بغیر فیصلہ دیا کہ آزاد کشمیر ایکٹ 1974 (جو وزارت امور کشمیر کا مرتب کیا ہوا ہے) کے تحت آزاد حکومت کو یہ حق اور اختیارات حاصل نہیں کہ وہ موجودہ آزاد کشمیر سے باہر ریاست کے کسی علاقے کا انتظامی کنٹرول سنبھالے۔ الغرض آزاد کشمیر کے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کی نظر میں گلگت بلتستان کے علاقے ریاست جموں کشمیر کا حصہ ہیں۔ قطع نظر اس کے تاریخی حقائق اس بات کی پوری طرح تائید اور وضاحت کرتے ہیں کہ گلگت بلتستان کے علاقے ریاست جموں کشمیر کے آئینی حصہ ہیں۔ پاکستان کے نہیں۔